بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

النّور

لِّیُخۡرِجَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

اگست ۱۹۸۴ء

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا ترجمان

امیر و مبلغ انچارج : شیخ مبارک احمد

ادارہ تحریر : منیر احمد چوہدری
امین اللہ سالک
مفتی احمد صادق

خدا تعالیٰ اپنے پورے جلال کا اظہار کرے گا

جماعت احمدیہ کے لیے خوشخبری ہے کہ اُن کی التجاؤں کو قبول کیا جائے گا

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال ۲۴ جون (۱۹۸۳ء) کو ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان فرمایا:—

"جتنی دفعہ بھی خدا کے نام پر خدا کے نام لیواؤں پر ظلم کئے گئے۔ بلا استثناء سارے خطۂ عالم پر ایک ہی تاریخ آپ کو دوہرائی جاتی نظر آئے گی اور وہ تاریخ یہ ہے کہ مظلوم نہیں مٹے اور ظالم مٹا دیئے گئے...... کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں جس کو اختیار کر کے دشمن نے اُن کو گزند پہنچانے کی کوشش کی ہو اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو غیر معمولی برکت نہ عطا فرمائی ہو۔"

"کتنا ہیبت ناک نتیجہ ہے جو تاریخ نے بار بار دُنیا کے سامنے اسباق کی صورت میں دہرایا ہے لیکن جاہل اور آنکھوں کے اندھے ان تاریخ کو نہیں دیکھ سکتے۔"

پس جماعت احمدیہ کے لئے خوشخبری ہے۔ اُن کے لئے بھی خوشخبری ہے جن کی اُمنگیں پوری کی جائیں گی اور جن کی التجاؤں کو اس رنگ میں قبول کیا جائے گا کہ اللہ اُن کی پیش ہونے والی قربانیوں کو قبول فرمائے گا، اُن کی پیش کی جانے والی جانوں کو قبول فرمائے گا، اُن کے پیش کئے ہوئے گھروں کو قبول فرمائے گا۔ اُن کے پیش کئے ہوئے عمر بھر کے ماتوں کو قبول فرمائیگا۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی اُن کے لئے خوشخبری ہے۔ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ۔ وہ اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جنھوں نے اپنی اُمنگوں کو پورا کر لیا۔ اور اُن کے لئے بھی خوشخبری ہے جن کیلئے خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور دُنیا کو اس بات کی استطاعت نہیں ہوگی۔ اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ اُن کو مٹا سکے۔ جس پہلو میں بھی اُن کو کمزور کرنے کی کوشش کی جائیگی وہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر اور طاقتور ہو کر نکلیں گے یعنی خدا اپنے پورے جلال کا اظہار اُن کے لئے کرے گا۔ پس اُن کے لئے بھی خوشخبری ہے۔ گھاٹے کا سودا تو نہ اس طرف ہے نہ اُس طرف۔"

حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ انتقال فرما گئیں

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ۔ ۱۶ ر احسان / جون۔ احباب جماعت کو نہایت افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سابق ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کی بیگم صاحبہ اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ و ناظر خدمت درویشان اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر تعلیم کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ مورخہ ۱۵ ر جون ۱۹۸۴ء کی شب نو بج کر پانچ منٹ پر وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! (باقی صفحہ ۹ پر)

The Ahmadiyya Gazette and **Annoor** are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Ameer & Missionary Incharge, U.S.A., for the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**, 2141 Leroy Place, N.W., Washington, D.C., 20008. Phone: (202) 232-3737

Printed at the Fazl-i-Umar Press, and distributed from Athens, Ohio 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
57 East State Street
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org.
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ یکم جون ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا ہے اور تمام دنیا میں اللہ سے محبت کرنے والے اور خدا کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ پیش کرنے کی تمنا رکھنے والے اس مبارک مہینہ میں پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر ہر میدان میں زیادہ اخلاص کی روح کے ساتھ خدا کے حضور قربانیاں پیش کرنے کیلئے تیار ہیں۔

پاکستان میں جو دردناک حالات گزر رہے ہیں یہ دردناک حالات صرف احمدیوں پر ہی نہیں بلکہ غیر احمدی بھائیوں پر بھی ہیں کیونکہ کچھ ایسے بد قسمت لوگ ہیں جنہوں نے اپنی نیکیاں بھی تباہ کر دیں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کی نیکیاں بھی تباہ کر دیں اسلئے بڑے مظلوم ہیں وہ جن کے ساتھ اسلام کے نام پر یہ ظلم ہوا کہ انکی نیکیوں کو ان کے راہنماؤں نے برباد کر کے رکھ دیا اور اگر یہ عذر پیش کیا جائے کہ ہم نہیں جانتے ہمارے راہنماؤں نے جو کچھ کہا ہم اُن کے پیچھے چلے تو قرآن کریم اس عذر کو رد فرما دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قیامت کے دن یہ عذر پیش کیا جائیگا اور میں

اس عذر کو رد کر دونگا

کیونکہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کا بھی یہ قانون ہے کہ ہر فرد بشر، ہر جان اپنے بارے میں خود ذمہ دار ہے اور اس سے اُس کے متعلق پوچھا جائیگا۔ پس ایک پہلو سے دیکھیں تو احمدیوں سے زیادہ پاکستان میں بسنے والے ہمارے غیر احمدی بھائی مظلوم ہیں۔ کہ جن پر اُنہوں نے ظلم کیا جو اُن کے اپنے کہلاتے تھے۔ جن کے ہاتھ میں اُنہوں نے اپنی امامت کی زمام دے رکھی تھی۔ جن کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلنے کا عہد کر بیٹھے تھے

آج وہاں دو قسم کے روزے رکھے جا رہے ہیں ایک وہ روزے ہیں جو اذانوں سے محروم ہیں نہ سحری کے وقت اُن بیقرار کانوں کو اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ نہ افطاری کے وقت اذان کی آواز دُکھے ہوئے دلوں پر مرہم لگاتی ہے۔ آج وہاں کا احمدی اس قدر درد سے تڑپ رہا ہے کہ باہر کی دنیا والے اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

کچھ عرصہ ہوا میں نے پاکستان فون کیا۔ بڑی شدید گرمی پڑ رہی ہے لیکن گرمی کا دُکھ اُنکو اتنا نہیں تھا جتنا اس بات کا دکھ تھا کہ رمضان کی لذتیں ہمارے ہاتھوں سے چھیننے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے مقابل پر اُن کے دل کو یہ تسلی ہے کہ آج اگر کسی جماعت کے دنیا میں روزے قبول ہو رہے ہیں۔ اگر اپنے کسی بندے پر خدا کی نظر پیار اور محبت کیساتھ پڑ رہی ہے تو یہ وہ لوگ ہیں۔ اور ایسے لاکھوں کروڑوں ہونگے جو شریک جرم ہونے کی وجہ سے اپنی نیکیوں کے پھل سے محروم ہوئے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے روزے داروں کو اُن روزوں سے ڈراتے ہیں جو انکیلئے محض مشقت اور دُکھ اور مصیبت لے کے آتے ہیں اور نیتوں کے بگاڑ کے باعث ان میں ثواب کا کوئی پہلو باقی نہیں رہتا۔ ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں بیسیوں دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا روزہ رکھنے والوں کو متنبہ فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ دیکھو! اپنے روزوں کی روح کی حفاظت کرو۔ اللہ تمہاری ظاہری مشقت سے خوش نہیں ہوگا۔ اگر تمہاری نیتیں صاف اور پاک نہ ہوئیں۔ اگر خالصۃً للہ تم نے روزے نہ رکھے۔ اگر روزوں کے ایام میں تم نے بدخیالات اور بداعمال سے اجتناب نہ کیا تو تمہارے روزے کی ساری مشقتیں بیکار جائیں گی۔ تمہارے جسم کو دُکھ تو دیں گی لیکن تمہاری روح کیلئے کوئی تسکین کا سامان پیدا نہیں کر سکیں گی۔ تو بظاہر اس وقت جماعت احمدیہ کی حالت دردناک ہے اور بڑے کرب کے ساتھ جماعت پاکستان میں تڑپ رہی ہے۔ اور اس کرب کے نتیجہ میں باہر کی جماعت بھی اسی طرح بیقرار ہے، اور دکھ سے بے حال ہوئی جاتی ہے لیکن اگر امر واقعہ دیکھا جائے تو

سب سے زیادہ دردناک حالت

انکی ہے جو آج شادیانے بجا رہے ہیں۔ انکی ساری محنتیں، انکی ساری مشقتیں بیکار گئیں اور انکی سزا ابھی باقی ہے۔ یہ جو دَور ہے سزا کا دور نہیں ہے۔ یہ طبعی نتیجہ ہے لیکن سزا کا دَور ابھی اُن کیلئے باقی ہے اور اللہ تعالیٰ سزا میں ڈھیل تو کر دیتا ہے لیکن خدا کے ہاں اندھیر بہر حال نہیں ہے۔

اُمْلِیْ لَهُمْ ۚ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ

کا قانون لازماً چلتا ہے۔ اسلئے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو کسی قوم کو اس وقت بچا سکے جب خدا اسکی پکڑ کا ارادہ کر لے۔ پس اس پہلو سے دیکھتے ہوئے ہمیں اپنی قوم کیلئے دعا کرنی چاہئیے۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اُن میں ایک بڑی تعداد ایسی پیدا ہو رہی ہے جن کے اندر شرافت اور انسانیت جاگ رہی ہے۔ جن کے اندر اسلام کی نیکی کی روح کروٹیں بدل کے بیدار ہو رہی ہے اور بعض اپنے عمل سے بعض اپنی زبان سے بھی شدت کے ساتھ ان مذہبی راہنماؤں سے سخت بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں جنہوں نے اسلام کے نام پر اسلام پر ظلم کیا ہے۔ تو یہ بہت نیک آثار ہیں، بہت ہی

اچھی ہوا ہے جو چلی ہے

اور اس کے عقب میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بڑی خوشخبریاں آنے والی ہیں۔ تو ان لوگوں کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں یاد رکھیں اور یہ دعا کریں کہ ساری قوم پر یہ جذبہ غالب آ جائے اور انکی نیکیاں اُنکی بدیوں کو دبا جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں دشمن کیلئے بھی دعا سے باز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

> "میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمن کو بھی باہر نہ رکھے۔ جس قدر وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہوگا اور جس قدر دعا میں بخل کریگا اُسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا چلا جائیگا اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اُسکا ایمان کمزور ہے۔" (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۵)

پس دعا میں دشمن کو یاد رکھنا بھی ایک سنتِ ابرار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بارہا دشمنوں کیلئے دعائیں کیں پس وہ جو دوست بن رہا ہو وہ دوست جس کے دل میں اللہ تعالیٰ پیار کی ایک ہوا چلا رہا ہو اور رفتہ رفتہ اُس کی کیفیت بدل رہی ہو۔ جس طرح موسم اچھے موسم میں بدلتا ہے تو شروع میں ہوا کے ہراول دستے آتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا ٹھنڈ کا پیغام لاتے ہیں پھر اس کے پیچھے بھرپور برساتی یا بہار کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ خدا کے فضل

کے ساتھ ویسے ہی آثار مجھے پاکستان میں نظر آرہے ہیں اور دشمنوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ بدلتا چلا جارہا ہے۔ حیرت انگیز واقعات سامنے آرہے ہیں۔ یہانتک کہ بعض لوگوں کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ جب اُنہوں نے بیعت کی تو اُن کے والدین نے انکو گھروں سے نکال دیا، اُنکا بائیکاٹ کیا اور شدید اذیتیں دیں۔ لیکن اب جب یہ آرڈیننس جاری ہوا ہے تو اُنہیں لڑکوں کی طرف سے اطلاع ملی کہ جب ہم دوبارہ گھر گئے تو ہمارے والدین ہم سے گلے لگ لگ کر پھوٹ پھوٹ کے روئے کہ کیا اندھیر ہوگیا ہے۔ اور انہوں نے اعلان کیا کہ اب ہمیں سمجھ آئی ہے کہ

تم لازماً سچے ہو

کیونکہ سچوں کے سوا کسی قوم سے یہ سلوک نہیں ہوا کرتا۔ ایسی حیرت انگیز تبدیلی قلوب میں پیدا ہو رہی ہے کہ وہ لوگ جو پہلے احرار کا ایندھن بنا کرتے تھے یعنی عوام الناس، گلیوں میں پھرنے والے ریڑھوں والے، غریب مزدور اور تکسا چلانے والے اب اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنے علماء کو چھوڑ چھوڑ کر جماعت کے حق میں غیر معمولی طور پر جرأت کے مظاہرے کرنے لگے ہیں۔

ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ بعض غیر احمدی نوجوانوں نے احمدیت کی ایسی جرأت کے ساتھ تائید کی اور خصوصاً اس مظلومیت کے بارہ میں کہ اُن کی اُنکے بعض دوستوں سے لڑائیاں ہوگئیں اور لوگوں کو بیچ میں پڑ کر بمشکل چھڑانا پڑا۔

چند دن ہوئے ربوہ کے ایک دوست فیصل آباد گئے۔ جس رکشے میں بیٹھے اُس رکشے والے کو محسوس ہوا کہ یہ احمدی ہے۔ اُس نے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں اُس نے کہا ہاں میں احمدی ہوں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ روتے روتے اس سے رکشہ چلانا مشکل ہوگیا۔ اُس نے کہا پتہ نہیں آپ کو کتنی تکلیف ہے لیکن جو آپ کے ساتھ ظلم ہوا ہے وہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ رکشے سے اتر کر اُنہوں نے بہت کوشش کی لیکن وہ پیسے نہیں لیتا تھا۔ آخر بڑی منت کرکے اور اسکو محبت اور پیار سے دلاسے دیکر زبردستی اسکو پیسے دیئے۔ یہ قدرت کی جو ہوائیں چل رہی ہیں

کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے

کسی انسان کے ہاتھ کا کھیل نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ صبر ہے جو جماعت دکھا رہی ہے اور صبر سے بڑی قوت دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ صبر کی قوت حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیتی ہے۔ اور صبر ہی ہے جو مقبول دعاؤں میں ڈھلتا ہے۔ پس اس صبر کو بھی زندہ رکھیں اور ان دعاؤں کو بھی زندہ رکھیں اور جہاں تک بس ہو دشمن کیلئے بھی دعا کریں اور جن دشمنوں سے بڑی کثرت کے ساتھ محبت کے قطرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان دشمنی کے بادلوں سے وہ قطرات آپ کے اوپر برسنے لگے ہیں اُنکے حق میں دعائیں اور بھی تیز کر دیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبے میں بھی کہا تھا اسلام ایک متوازن مذہب ہے۔ کوئی جذباتی مذہب نہیں ہے جو یکطرفہ رُخ اختیار کرے اور پھر اُسی سمت چلتا ہی چلا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توازن سیکھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شدید دشمنوں کیلئے بھی دعا کرنے والے تھے۔ خصوصاً وہ جو جہالت سے ظلم کرتے تھے۔ آپ کے متعلق آتا ہے کہ جب بدن زخمی تھا، لہولہان تھا۔ اپنے ہی خون سے آپ کے موزے اور جوتے اس طرح بھر گئے تھے کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ اپنے خون کی پھسلن بن گئی تھی اُس وقت بھی آپ نے اُن کے لئے دعا کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور انکو علم نہیں ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس کے ساتھ کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود آئمۃ الکفر کے خلاف، آئمۃ التکفیر کے خلاف آپ نے بددعا بھی کی ہے اور ایک مرتبہ نہیں

کئی مرتبہ بددعا کی ہے

کیونکہ بعض دفعہ انسان کی فطرتِ صحیحہ یہ بتادیتی ہے کہ بعض لوگ اپنے ظلم اور سفاکی میں ایسا بڑھ چکے ہیں اور تکفیر کے امام بن گئے ہیں۔ اُن کے مقدر میں ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسے موقعے پر چوٹی کے بعض لوگ جو اس ظلم اور سفاکی کے رہنما ہوں اور لیڈر ہوں اور اپنی شرارت میں پیچھے ہٹنے کی بجائے دن بدن آگے بڑھتے چلے جارہے ہوں اُنکے لئے بددعا سنّتِ نبویؐ ہے اسلئے میں نے جب بددعا کی اجازت دی تو کوئی اپنی طرف سے نعوذ باللہ من ذالک سنّت سے گریز نہیں کیا بلکہ سنّتِ نبویؐ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ایسی بات کہی چنانچہ حضرت ابن عباس رضؓ کی بخاری میں روایت ہے کہ

جنگِ بدر کے وقت بعض آئمۃ التکفیر کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لے لے کر بددعائیں کیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اُنکی لاشیں کہاں کہاں پڑی ہونگی۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ایسے بدحال میں اُن کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں کہ دھوپ نے انکو متغیر کر دیا تھا اور وہ عبرت کا نشان بنے ہوئے تھے اسلئے سنّتِ نبویؐ کے مطابق وہ لوگ جو آنکھیں کھول کر، شرارت اور فساد کی نیت سے اور نہایت ظالمانہ بے باکی کے ساتھ دن بدن مظالم میں بڑھتے چلے جارہے ہیں، اُنکے خلاف بددعا بھی مومن کی تقدیر کا ایک حصّہ ہے۔ اسلئے

اس رمضان سے پورا فائدہ اٹھائیں

اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچادیں اور خدا کی نظر میں جو آئمۃ التکفیر ہیں اُن کیلئے بددعا کو بھی انتہا تک پہنچادیں تاکہ ایک طرف اللہ کے نیک دل اور پاک بندوں پر بے انتہا فضل نازل ہوں اور ایک طرف وہ جو دنیا کو بے راہروی کی تعلیم دیتے ہیں، اُنکی گمراہی میں ممد بنتے ہیں اُنکو خدا تعالیٰ دنیا کیلئے ایسا عبرت کا نمونہ بنادے کہ اُنکو دیکھ کر ہدایتیں جاری ہوں۔

یہ تو عام کیفیت ہے جو اس وقت ہر احمدی کے دل میں موجود ہے اور اسی کیفیت کو میں اُبھار رہا ہوں اور نمایاں کر رہا ہوں لیکن ایک بات کا میں یقین دلاتا ہوں کہ ان سارے امور کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی دعائیں کر گئے ہیں کہ وہ ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ ہم دعائیں کریں گے اور شاید ہمارے دماغ میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ ہماری دعاؤں کے زور سے ہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہوگی جیسے باپ بچے کو کوئی وزن اٹھانے کیلئے کہہ دے اور کہے کہ اٹھاؤ اور ایک طرف سے خود اسکو پکڑ لے اور بچہ سمجھے کہ میں اٹھا رہا ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دو دفعہ یہ

عظیم الشان واقعات

دنیا میں گذر گئے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں معجزے دکھا رہی تھیں لیکن وہ معجزے صحابہؓ کے ہاتھوں سے سرزد ہو رہے تھے۔ اسلئے

وہ جو عارف باللہ نہیں ہے اسکو یہ نظر آ رہا تھا کہ صحابہؓ کے ہاتھ یہ کام دکھا رہے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ اور نظر آیا ۔ آپ نے فرمایا جانتے ہو جو عرب کے بیابانوں میں ماجرا گذرا وہ کیا تھا ۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں ۔

اس دَور میں بھی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں ایک فانی فی اللہ عطا کیا گیا ہے اور آپ نے اپنے وقت کیلئے اور آنے والے وقت کیلئے جماعت کیلئے اس کثرت کے ساتھ دعائیں کی ہیں اور اس طرح گریہ وزاری کے ساتھ خدا کے حضور کرتے رہے ہیں ، وہ ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے اسلئے وہ دعائیں ہیں جو کام کریں گی اور ان دعاؤں کے ساتھ جب ہماری دعاؤں کی ہوا بھی چلے گی

جب ہماری آہیں بھی شامل ہوجائینگی

جب ہماری حقیر کوششیں بھی مل جائیں گی تو محسوس تو یہ ہوگا کہ عظیم الشان نتائج خدا ہمارے ہاتھوں دکھا رہا ہے لیکن بھولنا نہیں کہ ہمارے امام اور ہمارے آقا کی گریۂ وزاری ہے جو آج بھی ہمارے کام آ رہی ہے ۔ آج بھی ہمارے اوپر چھتری بن گئی ہے ۔ آج بھی ہمارے اوپر فضلوں کا سایہ بنی ہوئی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دعا کا ذکر کرکے فرماتے ہیں

زآہ زمرۂ ابدال بایدت ترسید
علی الخصوص اگر آہِ میرزا باشد

کہ خبردار اے دشمن ! زمرۂ ابدال کی آہوں سے تمہارے لئے خوف لازم ہے علی الخصوص اگر وہ میرزا کی دعا ہو جائے ۔ اُس سے تمہیں ڈرنا چاہئے کتنا عظیم الشان کلام ہے ۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا بندہ جانتا نہ ہو کہ خدا لازماً ، ہمیشہ ، ہر آن میرے ساتھ ہے اس وقت تک یہ کلام مُنہ سے نہیں نکل سکتا ۔ فرماتے ہیں کہ ابدال کی بددعاؤں سے ہر انسان کو ڈرنا چاہئے لیکن ابدال میں سے بھی جو ہیں یعنی میرزا جس کا خدا سے ایسا پیار کا تعلق ہو اُسکی بددعا کو تم کس طرح نظر انداز کر سکتے ہو ۔ اسلئے احمدیت کے دوستوں کے حق میں ، بالعموم انسان کے حق میں ، بالعموم اُن دشمنوں کے حق میں جو دوسرے درجے کے دشمن کہلاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت دعائیں کر گئے ہیں لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بددعا کر گئے ہیں اسلئے ہم بھی اگر کچھ کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ حیرت انگیز کام دکھائے گا۔

یہ تو خبریں ہیں کچھ حال کی ، کچھ مستقبل کی ۔ کہ حال کا غم کس طرح خوشیوں میں تبدیل ہوگا ؟ یہ مضمون ہے ۔ لیکن

حال کا غم حال کی خوشیوں میں بھی تو بدل رہا ہے

اسکی طرف بھی تو توجہ کرنی چاہئے تاکہ دل حمد اور شکر سے لبریز ہو جائیں ۔

جماعت احمدیہ پر جب بھی مصیبت آئی ہے ۔ جتنی بڑی مصیبت آئی ہے اتنا ہی زیادہ جماعت نے ہمیشہ اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھایا ہے حیرت انگیز جماعت ہے اسکی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے ۔ دنیا کی کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس پر ایسے خطرناک ابتلا آئیں اور وہ اپنی وفا ، ایثار اور قربانی میں پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جائیں ۔ پس پاکستان میں بھی جماعت کا یہی حال ہے اور اخلاص میں حیرت انگیز اضافے ہو رہے ہیں جو خطوط آتے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ جو بعض دفعہ مسجد کی زیارت سے بھی محروم رہتے تھے وہ تہجدوں میں اٹھ کر گریہ وزاری کرتے ہیں اور اس کثرت سے دعاؤں کے خط آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ ہمیں شہادت نصیب کرے اور گذشتہ کچھ عرصہ سے خاندانِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی طرف سے بھی بڑے دردناک خط آ رہے ہیں ۔ کہ یہ دعا کریں اور ہمیں اپنا وعدہ دیں کہ جب آپ نے جان کی قربانی کا مطالبہ کیا تو پہلے ہمیں موقع دیں گے ، دوسروں کو بعد میں دیں گے کیونکہ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا یہ بھی حق ہے کہ

وہ قربانی کے ہر میدان میں آگے آئے

چنانچہ ذہنی طور پر میں تیار ہوں اور میں نے بعض عہد کر لیئے ہیں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ

نوجوان بچوں کا اخلاص ضائع نہیں جائیگا

لیکن پاکستان کی ساری جماعت کا یہ حال ہے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو حیران ہیں کہ ایسا معجزہ ، ہم نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی زندگی میں ظاہر ہوگا ۔ وہ لوگ جن کو ہم نہائت ردّی سمجھتے تھے اس قدر جوش اور محبت اور اخلاص کے ساتھ جان دینے کیلئے تڑپ رہے ہیں ۔ کہ صرف ایک اشارے کی ضرورت ہے ۔ یہ جماعت کوئی مٹنے والی جماعت تو نہیں ۔ کون دنیا کی طاقت ہے جو ایسی جماعت کو مٹا سکے جو ہر ظلم کے وقت زیادہ روشن ہوتی چلی جائے ۔ ہر اندھیرے میں اسکو خدا کی طرف سے نیا نور عطا ہو ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر کی جماعتوں میں بھی یہی اخلاص ، یہی جذبہ ہے ۔

گذشتہ خطبہ میں میں نے مالی قربانی کی تحریک پیش کی تھی کہ یورپ میں سردست دو مراکز بنانے کا ارادہ ہے کیونکہ سلسلہ کے کام بہت تیزی سے پھیلتے چلے جا رہے ہیں اور یہ چھوٹا سا رقبہ جو کسی زمانے میں بہت بڑی جگہ نظر آیا کرتی تھی ۔ یہ تو بالکل ناکافی ہو چکا ہے ۔ لندن کی جماعت کیلئے بھی ناکافی ہو چکا ہے کجا یہ کہ انگلستان یا یورپ کے ایک حصے کا مرکز بنے ۔ اور پھر جو تبلیغ کے عظیم الشان نئے منصوبے بن رہے ہیں ۔ اُنکے لحاظ سے تو بہت بڑے بڑے کام ہونے والے ہیں ۔ بہت بڑے بڑے دفاتر کی ضرورت ہے مشینوں کی ضرورت ہے ۔ کام کرنے والوں کی ضرورت ہے ۔ اسلئے لازماً ہمیں سردست دو مرکز وسیع پیمانے پر ضرور یورپ میں بنانے پڑیں گے ۔ ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں ۔ پھر آہستہ آہستہ اور مراکز بن جائیں گے اور ایک ایک ملک میں ایک مرکز ہو جائیگا ۔

اس تحریک کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے اب تک اگرچہ بہت سے احباب کے وعدے آنے والے ہیں لیکن جو سردست وعدے آئے ہیں ۔ انگلستان کے وعدے ایک لاکھ اکانوے ہزار سات سو باون پاؤنڈ کے وصول ہو چکے ہیں اور مغربی جرمنی کی طرف سے چھیاسی ہزار پانچسو پچاس پاؤنڈ کے وعدے آ چکے ہیں ۔ اسی طرح امریکہ کی طرف سے ایک لاکھ چالیس ہزار آٹھ سو پینتالیس پاؤنڈ کے وعدے موصول ہو چکے ہیں اور کل وعدے اب تک چار لاکھ انیس ہزار ایک سو سینتالیس پاؤنڈ کے بنتے ہیں ۔ جن میں سے پینتالیس ہزار پاؤنڈز سے کچھ اوپر یا چھیالیس کے قریب ، تو نقد وصول ہو گئے ہیں اور بعض دوستوں نے مثلاً انگلستان

کے ہمارے ایک بڑے مخلص دوست ہیں اُنہوں نے پچاس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں جون میں ادا کردونگا وہ آجکل بیمار بھی ہیں اُنکے لیئے دعا بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اور اسی طرح امریکہ کے ایک نوجوان ڈاکٹر نے، باوجود اس کے کہ امریکہ کو براہِ راست مخاطب نہیں کیا گیا تھا، پچاس ہزار ڈالر کا وعدہ کیا ہے جو عنقریب بھجوادیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ وعدے تو عموماً موٹی موٹی رقموں کے ہیں لیکن جماعت کے دونوں کنارے اللہ تعالیٰ نے قربانی اور اخلاص کے ساتھ مزین کر رکھے ہیں۔ ایک طرف ایسے ایسے مخلص افراد ہیں جو لکھو کھہا کے وعدے کر رہے ہیں اور دوسری طرف ایسے غرباء ہیں جن کے پاس سو پاؤنڈ جمع تھے یا دو سو پاؤنڈ جمع تھے کسی ضرورت کیلئے رکھے ہوئے تھے، بلا تردد اُنہوں نے وہ پیش کردیئے اور پھر مستورات کا

وہ نظارہ نظر آرہا ہے

جو تحریکِ جدید کے آغاز پر میں اپنے گھر میں دیکھا کرتا تھا، عورتیں بچیاں، کسی نے چوڑی پکڑی ہوئی کسی نے کڑا پکڑا ہوا، کسی نے بُندے، اور بڑے عجیب جذبہ و جوش کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں کہ ہماری یہ قربانی قبول فرمائیں۔ انگلستان کی جماعت میں بھی بکثرت ایسی مستورات ہیں جنہوں نے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اپنے ہاتھوں کے کنگن اتار دیئے اپنی چوڑیاں اتار دیں، اپنے بندے اتار دیئے، اپنے سر کے زیور اتار دیئے اور بعضوں نے تو ایسی پیاری ادا کے ساتھ بھجوایا ہے کہ بچیوں کی انگوٹھیاں، اُنکے چھوٹے چھوٹے بُندے، ہر ایک کا نام لکھ کر، سجا کر جس طرح جاہل لوگ دنیا میں بکرے سجاتے ہیں۔ وہ تو ریاء کی خاطر سجاتے ہیں لیکن خدا کے بندے اپنے تحفوں کو

خدا کے حضور سجا کے پیش کرتے ہیں

کسی ریاء کی خاطر نہیں، بلکہ محض للّٰہی محبت میں۔ تو بڑے پیار سے سجا کر اُن زیوروں کو بھجوایا گیا۔ بعض نوجوان جوڑوں نے اس قربانی کا مظاہرہ کیا، خصوصاً اُنکی بیویاں تو غیر معمولی طور پر دعاؤں کی مستحق ہیں کہ خاوند نے اپنی جگہ چندے دیئے اور بیوی کو تسکین نہیں ملی اُس نے کہا

جب تک میں زیور نہیں دونگی

مجھے چین نہیں ملے گا۔ باوجود اس کے کہ خاوند نے سارے خاندان کو شامل کیا ہوا تھا، اُنہوں نے پھر بھی اپنا زیور بھجوادیا۔ ایک بچی نے معلوم ہوتا ہے کہ اپنا وہ سیٹ بھی بھجوادیا ہے جو اس کو بری میں ملا تھا اور وہ بھی بھجوادیا ہے جو جہیز میں ملا تھا کیونکہ دو مکمل سیٹ ہیں۔ اور بڑی عاجزی کے ساتھ یہ عرض کرتے ہوئے کہ اسکو قبول فرمائیں اور میرے دل کی تسکین کے سامان کریں۔ تو عجیب دنیا ہے یہ۔ کچھ لوگ ہیں جو لوگوں کے زیور ناحق طور پر چھین کر اپنے ہاتھوں میں پہنتے ہیں۔ اور لوگوں کی دولتوں کو اپنی گردنوں کے کڑے بنالیتے ہیں جو آخر طوق بننے والے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جن کو اپنے ہاتھوں کے زیور بُرے لگنے لگتے ہیں، اُن سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ وہ اپنے گلوں کے ہار اتار دیتے ہیں خدا کی خاطر اور اس بات میں اُنکو تسکین ملتی ہے کہ ہم اپنے رب کے حضور خالی ہوگئے ہیں۔

اس جماعت کو دنیا کی کونسی طاقت مار سکتی ہے

بڑا ہی جاہل ہے وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ میں اٹھا ہوں دنیا میں اس جماعت کو تباہ کرنے کیلئے۔ بڑے بڑے پہلے آئے ہیں۔ بڑے بڑے پہلے ہم نے دیکھے ہیں۔ آئے اور نیست و نابود ہوگئے۔ اُن کے نشان مٹ گئے اس دنیا سے۔ لیکن ان غریبوں کی قربانیوں کو خدا نے قبول فرمایا۔ اور پہلے سے بڑھ کر عظمت اور شان عطا کی۔ جنہوں نے اپنے گھر خدا کیلئے خالی کئے ان پر اتنی برکتیں نازل فرمائیں کہ آج اُن کی اولادیں بھی اُنکی نیکیوں کا پھل کھا رہی ہیں اور وہ ختم نہیں ہورہا تو اس نئے قربانی کے دور میں جماعت جو داخل ہوئی ہے نئی خوشخبریوں کے دور میں داخل ہوئی ہے۔ نئی عظیم الشان ترقیات کے دور میں داخل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ اب ہم اُن مقاصد کو بھی حاصل کر رہے ہیں جنکی خاطر چندوں کی یہ تحریکات کی گئی تھیں۔ چنانچہ آج ہی امریکہ سے

یہ خوشخبریاں موصول ہوئی ہیں

جو جماعت کو معلوم ہونی چاہئیں کیونکہ جہاں اللہ کی راہ میں دکھ کا مزہ ہے وہاں خدا کی طرف سے جو فضل نازل ہوتے ہیں اُن کا بھی تو ایک مزہ ہے اور وہ بھی عجیب مزہ ہے اسلیئے یہ دونوں باتیں اکٹھی چلنی چاہئیں۔ اور مومن کی عجیب شان ہے۔ اُس کے دُکھ میں بھی لذت ہے اور اُس کی خوشی میں بھی لذت ہے۔ اُسکا دُکھ بھی خدا کے حضور آنسو بن کے گرتا ہے اور

اُسکی خوشیاں بھی خدا کے حضور آنسو بن کے گرتی ہیں

یہ دنیا ہی الگ ہے اور دنیا والے اس دنیا کو سمجھ نہیں سکتے۔ بہرحال شیخ مبارک احمد صاحب نے واشنگٹن سے جو خوشخبریاں بھجوائی ہیں وہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ

نیویارک میں ایک بہت ہی عظیم الشان، بہت ہی مفید اور سلسلہ کی ضروریات کو بہت حد تک پورا کرنے والی عمارت کا چار لاکھ ستاون ہزار ڈالر میں سودا ہوچکا ہے۔ اور ماہرین نے جب دیکھا تو اُنہوں نے کہا کہ اسکی قیمت چھ لاکھ ڈالر سے کم نہیں تھی۔ یہ جماعت کی خوش قسمتی ہے کہ اتنی اچھی عمارت نیویارک میں اور اتنی اچھی جگہ پر اُن کو میسر آجائے اور ساتھ ہی بعض احمدی دوستوں نے مل کر ایک ملحقہ پلاٹ جس پہ رہائشی مکان بھی موجود ہے وہ جماعت کو تحفہ دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ تاکہ وہاں جو مبلغ ٹھہرے اُسکی الگ ضروریات پوری ہوسکیں اور ایک مہمان خانہ بھی مل جائے۔ لاس اینجلیز میں چار ایکڑ کا پلاٹ خریدا جاچکا ہے اور شکاگو میں پانچ ایکڑ کا پلاٹ خریدا جاچکا ہے۔ ڈیٹرائٹ میں جہاں مظفر شہید ہوئے تھے سات ایکڑ کے ایک پلاٹ کا سودا ہوچکا ہے اور اس کے ساتھ مکان بھی شامل ہے اور واشنگٹن میں جو ہمارا مرکز ہے وہاں خدا کے فضل سے چوالیس ایکڑ کا رقبہ خرید لیا گیا ہے۔ اور اب صرف FORMALITIES باقی ہیں۔ یہ تو پانچ وہ مراکز ہیں جن کے متعلق میں نے نشاندھی کرکے اہلِ امریکہ سے کہا تھا کہ یہ پانچ مراکز وہ جلد از جلد قائم کریں لیکن ساتھ ہی میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگر دس ہوجائیں اور باقی جو پانچ ہیں جماعت مقامی طور پر اس قربانی کے علاوہ کوشش کرکے بنائے تو اس سے

مجھے بہت ہی خوشی پہنچے گی۔

ایک تحریک کا ذریعہ تھا چنانچہ جماعت نے اسکو بھی قبول کیا اور یارک میں ایک عمدہ عمارت اس چندے کی تحریک کے علاوہ خریدی جاچکی ہے اور وہ یارک کا سنٹر بن گیا ہے۔ اور نیو جرسی میں ایک کونے کا نہایت عمدہ پلاٹ جو ایک ایکڑ کا ہے۔ وہاں کے ہمارے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر جو پچیس ہزار ڈالر چندے کا اس تحریک میں بھی دے چکے تھے اُنہوں نے خواہش ظاہر کی ہے بلکہ خرید کر پیش کردیا ہے اور کارروائی مکمل ہورہی ہے۔ تو یہ

خوشخبریاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۔ اور آج ہم انشاء اللہ تعالیٰ شام کو ایک پلاٹ دیکھنے جائیں گے جو آپ کے یورپ کے پہلے مرکز کیلئے خریدا جا رہا ہے ۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس میں بھی ہماری راھنمائی فرمائے اور وہ غالباً سولہ سے اٹھارہ ایکڑ تک کا رقبہ ہے جس میں ایک عمارت بھی بنی ہوئی ہے اور ساتھ وسیع پیمانے پر زمین بھی مل رہی ہے ۔ میرا جو اندازہ تھا وہ یہ تھا کہ پانچ پانچ لاکھ پاؤنڈ کے دو مراکز ہم سر دست قائم کریں گے تو اس لحاظ سے تو امید نظر آرہی ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد یہ ٹارگٹ پورا ہو جائیگا کیونکہ پانچ لاکھ کے لگ بھگ تو وعدے آچکے ہیں اور زیورات کی قیمتیں لگا کر اس میں داخل کرنا باقی ہے تو بہر حال جو بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اُس کے بہترین مصرف کی توفیق عطا فرمائے اور جو ہم عمارت خریدیں اُس کیلئے دعائیں کریں کہ اسکی ہر ہر اینٹ اسلام کی خدمت میں استعمال ہو ۔ ہر ہر کونہ اُسکا ، ہر سائے کی جگہ ، ہر دھوپ کی جگہ ، اندر اور باہر اللہ کی برکتیں اس پر نازل ہوں اور قیامت تک کے لئے وہ عمارتیں ان لوگوں کیلئے دعا بن جائیں جنہوں نے انکی خرید میں قربانیاں پیش کی ہیں اور انکی تعمیر میں حصہ لیا ہے ۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آج ہم ایک عمارت کا جائزہ لینے جائیں گے ۔

جرمنی کو بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ جلد از جلد جائزہ لے ۔

تو دشمن تو ہمیں مارنے کے منصوبے بنا رہا ہے ، ہمیں کچھ اور نظر آرہا ہے ۔ بالکل الٹ نتائج ظاہر ہو رہے ہیں ۔ زیادہ قوت ، زیادہ شان کے ساتھ جماعت آگے بڑھ رہی ہے ۔ میرا ارادہ ہے اور ایک حصہ اسکا پورا بھی ہو چکا ہے کہ تمام دنیا سے مختلف جگہوں سے باری باری وفود منگوا کر اُن سے اُن کے علاقوں میں خصوصی تبلیغ کی مہم تیز کرنے کیلئے مشورے ہونگے اور ان منصوبوں پر عملدرآمد ہوگا چنانچہ ایک وفد ابھی حال ہی میں رخصت ہوا ہے ۔ قریباً ایک ہفتے سے زائد قیام اُنہوں نے کیا اُن سے بڑی تفصیلی گفتگو ہوئی اور نہائت ہی مفید مشورے ہوئے ۔ ایسے ایسے EVENUES کھلے ۔ کاموں کے ایسے ایسے ایوان کھلے کہ پہلے اُنکی طرف تصور بھی نہیں جا سکتا تھا ۔ تو اسی طرح بعض جگہ دورہ کرنا ہے اور بعض جگہ کے لوگوں کو یہاں بلایا ہے ۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح ہمیشہ دشمن کو اُس کی مخالفت اُس کی توقع سے بہت زیادہ مہنگی پڑی ہے ۔

یہ مخالفت اتنی مہنگی پڑیگی ، اتنی مہنگی پڑیگی

کہ اُسکی نسلیں پچھتائیں گی جو دشمن رھینگی اور آپ کی نسلیں دعائیں دیں گی ایک وقت پر اُن لوگوں کو جن کی بیہیائی کے نتیجہ میں اللہ نے ہمارے اوپر اتنے فضل فرمائے ۔ جواب کا ایک یہ بھی طریق ہوتا ہے کہ ظالم ! ہم تجھے دعا دیتے ہیں کہ تیرے ظلم کے نتیجہ میں خدا نے ہم پر اتنے فضل نازل فرمائے ۔ چنانچہ ایک دفعہ ربوہ میں ایسا ہی واقعہ گزرا ۔ تقریباً تیرہ ، چودہ سال کی بات ہے کہ پیپلز پارٹی کے ایک راھنما جو وزیر بھی تھے ، ربوہ دیکھنے کیلئے آگئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا کہ تم انکو دکھاؤ چنانچہ ان کو دکھاتے دکھاتے جب میں نے اُن کو تحریک جدید کا دفتر دکھایا تو اُنہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے ۔ میں نے کہا

یہ آپ لوگوں کا تحفہ ہے ۔

اُنہوں نے کہا ہم نے کونسا تمہیں تحفہ دیا ہے ۔ میں نے کہا ، نہیں ۔ آپ سے پہلے لوگ دے چکے ہیں اور پھر جب وقف جدید کا دفتر دکھایا تو انہوں نے کہا یہ کیا ہے ۔ میں نے کہا یہ بھی آپ لوگوں کا تحفہ ہے ۔ پھر اُنہوں نے تعجب کیا ۔ میں نے کہا یہ تحفہ آپ سے پہلے لوگ دے چکے ہیں لیکن میں نے ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ بھی ایک تحفہ دینے والے ہیں ۔ اور وہ بعد میں ظاہر ہوگا ۔ تو آخر اُنہوں نے بے چین ہو کر کہا کہ کچھ بتاؤ تو سہی کہ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیوں معموں میں باتیں کر رہے ہو ۔ میں نے کہا تحریک جدید کا آغاز اُس وقت ہوا تھا جب کہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق پا کر کشمیر میں مسلمانوں کی ایک بہت عظیم الشان خدمت کی تھی اور بد قسمتی سے اس دور کے رھنماؤں نے سمجھا کہ اگر اس خدمت کو قبول کر لیا گیا تو جماعت بڑی تیزی سے پھیل جائیگی ۔ اسلئے اس کا بدلہ ظلم کے سوا اور کوئی نہیں ہے ۔ چنانچہ مجلس احرار قائم ہوئی اور یہ ارادے ہوئے کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے یہ دعوے ہوئے کہ اس بستی میں ایک بھی نہیں بچے گا جو مرزا صاحب کا نام بھی جانتا ہو ۔ اس وقت ایک اور آواز بھی اٹھتی ہوئی سنی گئی اور

وہ آواز یہ اعلان کر رہی تھی

کہ میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی ہوئی دیکھ رہا ہوں اور اس کثرت سے خدا ہمیں پھیلائے گا کہ دنیا کے کونے کونے میں ہمیں پھیلا دے گا اور دنیا کے کناروں تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل کیساتھ مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو پہنچائیگا ۔ چنانچہ وہی ہوا اور اُس ظلم کے بدلہ میں اللہ نے تحریک جدید کے طور پر ہم پر فضل نازل فرمائے تو یہ ایسا تحفہ ہے تمہارے ظلم کا کہ خدا کی تقدیر اسے ہم تک پہنچانے سے پہلے فضل میں بدل دیتی ہے جو تم ظلم کرتے ہو وہ فضلوں میں تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے ۔ میں نے کہا یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ۔ یہ ازل سے اسی طرح ہوتا آیا ہے ۔ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا ہوا تھا ۔ آگ ہی بھڑکائی گئی تھی نا ۔ لیکن ابراھیم علیہ السلام تک پہنچنے سے پہلے پہلے وہ گلزار میں تبدیل ہو چکی تھی ۔

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ

کی آواز رستے میں حائل ہو جاتی ہے ۔ تو تحفے تو تمہارے ہی ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن اللہ کی تقدیر TRAS.FORM کرتی چلی جاتی ہے ۔ جس طرح خدا کی تقدیر گندگی کو نہائیت ہی خوبصورت پھولوں اور پھلوں میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ اللہ سے کون لڑ سکتا ہے ۔ تم گندگی کے تحفے بھیجتے ہو

وہ رحمتوں کے پھول بن کر ہم پر برستے ہیں

تم ظلم کے تحفے بھیجتے ہو وہ فضل بن کر ہم پر نازل ہوتے ہیں ۔ تو یہ تمہارا ہی تحفہ ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ لیکن ہم تک تقدیر الٰہی سے ہو کر آیا ہے ۔ پھر میں نے وقف جدید کا بتایا اور ابھی وہ موومنٹ نہیں چلی تھی جو بعد میں پیپلز پارٹی نے چلائی تھی تو میں نے اُنکو کہا کہ آپ دیکھیں گے کہ آپ بھی ہمیں ایک تحفہ دیں گے ۔ اور اس تحفے کو بھی خدا فضلوں میں تبدیل کریگا اور جماعت پہلے سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھے گی ۔ چنانچہ یہی ہم نے دیکھا ۔ تو جس جماعت نے

خدا کی یہ اٹل تقدیر دیکھی ہو

اور ہر دُکھ کو رحمتوں اور فضلوں اور خوشبوؤں میں تبدیل ہوتے دیکھا ہو ۔ اُس جماعت کے حوصلے کون مٹا سکتا ہے ۔ اس جماعت کو شکست کون دے سکتا ہے اسلئے لازماً جماعت احمدیہ جیتے گی لازماً آپ جیتیں گے اور خدا کے عاجز اور

غریب حد سے جتنی گے جن کو آج دنیا کمزور سمجھتی ہے جو ظالم اٹھتا ہے ان پر ظلم شروع کر دیتا ہے مگر تقدیر الٰہی نے آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑنا۔

کبھی ہمت نہ ہاریں

ہمیشہ دعاؤں اور صبر کے ساتھ اپنی اس راہ پر قائم رہیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کثرت کے ساتھ آپ پر فضل نازل فرماتا ہے۔

= خطبہ ثانیہ کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے بارہ میں عظیم خوشخبری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

جو خوشخبریاں میں نے آپ کو سنائی ہیں ان میں ایک ایسی خوشخبری کا بھی اضافہ کرنا چاہتا ہوں جو ان سب پر بھاری ہے۔ اس سے زیادہ عظیم الشان خوشخبری کوئی احمدی اپنے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور وہ خوشخبری ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے

یہ حدیث کنز العمال میں ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے جن کے سارے حقوق تلف کر لئے جائیں گے لیکن وہ اپنی طرف سے تمام حقوق ادا کیا کریں گے۔ باوجود اس کے کہ ایک طرف لوگ اُن کے حقوق تلف کر رہے ہونگے، وہ اپنی طرف سے تمام حقوق ادا کرتے رہیں گے۔ ایسے لوگوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبری دی کہ

یہ وہ لوگ ہیں جو میرے ہیں اور میں اُنکا ہوں

خدا اُن پر فضل نازل فرمائے گا۔ اللہ ان کو ضائع نہیں کریگا اور میں اُنکو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ میرے ہیں اور میں اُنکا ہوں۔

جس جماعت کے نصیب میں یہ لکھا جائے کہ چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُنکا حال بتا دیا گیا ہو بتایا گیا تھا کہ اُنکے سارے حقوق تلف کر لئے جائیں گے لیکن وہ اپنی طرف سے سارے حقوق ادا کرتے رہیں گے اور چودہ سو سال پہلے حضورؐ نے

ہمیں یہ پیغام بھیجا ہو

کہ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا جنت ہمارے لئے ہو سکتی ہے۔ پس یہ بھی خوشخبری ہے

وَطُوبیٰ لَکُمْ

اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامو! تمہیں طوبیٰ ہو، تمہیں بے انتہا برکتیں اور خوشخبریاں خدا کی طرف سے پہنچتی ہیں کہ تم محمد مصطفےٰؐ کے ہو چکے ہو اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ہو گئے

● اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دو جنازہ ہائے غائب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

ایک جنازہ تو مکرم و محترم مولانا سید شاہ محمد صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا کا ہے۔ بڑے فدائی، خدمت کرنے والے، دعاگو، صاحب کشف بزرگ تھے اور حتی المقدور ہمیشہ خدمت میں مصروف رہے، انکے متعلق معلوم ہوا کہ انکو انڈونیشیا میں ہارٹ اٹیک ہوا جسکی وجہ سے وہ وفات پا گئے

اسی طرح آپا سلیمہ بیگم جو حیدر آباد دکن کے ایک نہایت مخلص خاندان کی خاتون ہیں اور سیٹھ غلام غوث صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ انکو جماعت سے ہمیشہ ہی بہت غیر معمولی عشق رہا ہے اور

مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء کا بلکہ آپؑ کے بچوں کا نام آتے ہی انکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو برسنے لگتے تھے اور انکی یہ چیز بن گئی تھی کہ آپا کے سامنے تو بس مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفۂ وقت یا آپؑ کے بچوں کا نام لے لو تو یہ وفور جذبات سے رونے لگ جاتی ہیں۔ اور واقعۃً آنسوؤں سے روتی تھیں یعنی ایسی محبت تھی کہ برداشت نہیں ہوتی تھی ۔ یہ بھی ایک لمبی بیماری کے بعد کراچی میں وفات پا گئی ہیں ۔ چونکہ یہ غیر معمولی عشق کا جذبہ رکھتی تھیں اسلئے ان کا بھی یہ حق ہے کہ انکی بھی نماز جنازہ غائب پڑھی جائیگی ۔

مُطالبات تحریکِ جدید

۱۔ سادہ زندگی بسر کریں۔

۲۔ وقت رخصت موسمی میں حصہ لیں۔

۳۔ نوجوان خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

۴۔ رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔

۵۔ صاحب پوزیشن مختلف جلسوں میں لیکچر دیں۔

۶۔ پنشنر اصحاب اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں۔

۷۔ طلباء کو تعلیم و تربیت کے لئے مرکز سلسلہ میں بھیجیں۔

۸۔ صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں مشورہ طلب کریں۔

۹۔ بیکار دنیا میں نکل جائیں خود کمائیں اور کھائیں۔

۱۰۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

۱۱۔ جو لوگ بے کار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے کر لیں۔

۱۲۔ مرکز سلسلہ میں مکان بنوائیں۔ یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔

۱۳۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

۱۴۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

۱۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں

۱۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں

۱۷۔ احمدیہ دار القضاء کا قیام کریں اور اس کے فیصلوں کی پابندی کریں۔

۱۸۔ اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کریں۔

۱۹۔ وقف جائداد و آمد میں حصہ لیں۔

۲۰۔ حلف الفضول کی قسم کا معاہدہ کریں کہ ہم امانت عدل و انصاف کو قائم کریں گے۔

(کتاب مطالبات تحریک جدید)

امید ہے جملہ احباب جماعت حضور کے ان مطالبات تحریک جدید کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(وکیل المدیوان تحریکات جدید انجمن احمدیہ)

بلاتبصرہ:

جمعہ خان کے قلم سے

"فرقہ وارانہ مذہبی جنون، قومی اتحاد میں سب سے بڑی رکاوٹ"

نوٹ: یہ مضمون روزنامہ "امن" کراچی کے شمارہ ۲۰ ر جون ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا ہے۔ ذیل میں یہ مضمون اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ من وعن شائع کیا جارہا ہے ۔۔۔۔۔۔ : ادارہ

علامہ سید محمد رضی اور دوسرے علماء و دانشوروں کے ایک اجلاس میں گزشتہ دنوں اس بات پر زور دیا گیا کہ لوگوں میں فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لئے اسلامی اخوت کا جذبہ بڑھایا جائے اور ایسی باتیں نہ کی جائیں جن سے کسی بھی فرقہ کی دل آزاری ہو۔

چند علماء اور دانشور ایک جگہ بیٹھ کر کوئی اچھا فیصلہ تو کر سکتے ہیں مگر اس پر عملدرآمد میں جو دشواریاں ہوتی ہیں ان کا لحاظ نہیں رکھتے۔ چنانچہ فیصلوں کا اعلان ہو جاتا ہے۔ ان اچھے فیصلوں پر دردمند دل رکھنے والے لوگ خوش بھی ہو جاتے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد پتہ چلتا ہے کہ ..... چراغوں میں روشنی نہیں رہی۔

سمجھدار لوگ یہ جانتے ہیں کہ مسئلہ کیا ہے وہ اس مسئلہ کا حل بھی تلاش کر لیتے ہیں لیکن ان کے پاس ایسی قوت یا مشینری نہیں ہوتی جس کے سہارے وہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جدوجہد کا آغاز کریں۔ تحریک چلائیں اور صحیح سمت میں پیش قدمی کر کے اپنی منزل پر پہنچ جائیں۔

یہ بالکل وہی صورت حال ہے جس سے اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس، ناوابستہ تحریک، عرب لیگ، ادارہ افریقی اتحاد اور ایسے ہی دوسرے ادارے دوچار ہیں۔ ان کے پاس منشور ہے۔ اصول ہیں، نظریات ہیں لیکن مقاصد کے حصول کا کوئی موثر ذریعہ نہیں ہے۔ تقریریں ہوتی ہیں شکایات پر غور کیا جاتا ہے۔ فیصلے کئے جاتے ہیں مگر فیصلوں پر عمل کرانا ممکن نہیں ہوتا اس لئے کہ ان پر عمل کرانے والی کوئی موثر مشینری نہیں ہے۔

اچھی باتیں سوچنے اور اچھے فیصلے کر لینے سے دنیا نہیں بدل سکتی تبدیلی کے لئے عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اچھی قیادت میسر آجائے، نیک نیتی سے کام کیا جائے اور بے غرض ساتھی جوش و جذبہ کے ساتھ آگے بڑھیں تو اللہ تعالیٰ بھی اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والوں کی مدد کرتا ہے۔

صرف کراچی کا نام پاکستان نہیں ہے پاکستان بہت بڑا ہے اتنا بڑا ہے کہ ہم طیارہ کے ذریعہ بھی اس کے تمام بڑے شہر ایک روز میں نہیں دیکھ سکتے۔ یہاں آٹھ کروڑ سے زیادہ لوگ آباد ہیں۔ جن میں مسلمان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی ہیں۔ دولت مند بھی ہیں اور مفلس بھی ہیں۔ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور ان پڑھ بھی ہیں۔ انتہائی مہذب بھی ہیں اور خانہ بدوش بھی ہیں۔ جیسی کیسی افراد کراچی میں بیٹھ کر اسلامی اخوت پیدا کرنے کا منصوبہ تو بنا سکتے ہیں مگر اپنے پیغام کو سارے ملک میں نہیں پھیلا سکتے۔

علامہ رضی اور ان کے ہم خیال رفقاء نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ بہت ہی اچھا منصوبہ ہے اور وقت کا تقاضا بھی ہے کہ پاکستان میں رہنے والے تمام لوگ ہر طرح کے امتیازات اور تعصبات کو مٹا کر بھائیوں کی طرح شیر و شکر ہو کر زندگی گزاریں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے فی الحال صرف اتنا طے کیا گیا ہے کہ چاروں صوبوں کے علماء اور دانشوروں کا ایک کنونشن بلایا جائے جس میں فرقہ وارانہ بھائی بندی کے فروغ کا جامع منصوبہ بنا کر اس پر عملدرآمد کی تحریک کا آغاز کیا جائے۔

جہاں تک میرے علم میں ہے علامہ رضی اور ان کے رفقاء کے پاس لاکھوں روپے کی فالتو رقم نہیں ہے جو اس کنونشن پر لازمی طور سے خرچ ہوگی۔ چاروں صوبوں سے جن معززین کو بلایا جائے گا۔ ان کے سفر خرچ کا انتظام بھی کرنا ہوگا۔ اور قیام و طعام کا بھی بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ رقم کہاں سے آئے گی؟ اور کون مہیا کرے گا؟ مجھے اس کا علم نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کو فروغ دینا بنیادی طور پر حکومت کی ذمہ داری ہے باقی تمام بااثر اصحاب اس نیک کام میں اپنی اپنی جگہ حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کر سکتے ہیں۔ ہر محب وطن اور ہر ذمہ دار شہری کو اس سلسلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیئے۔ اس پس منظر میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ رضی اور ان کے رفقاء کار جو کنونشن بلانا چاہتے ہیں اس کے انعقاد کے لئے حکومت ان کے ساتھ پورا تعاون کرے اور کنونشن کے اخراجات خود برداشت کرنے کی پیشکش کرے یا پھر اسلامی اخوت اور قومی یک جہتی کا درد رکھنے والے تاجر و صنعت کار آگے آئیں جو کنونشن کے اخراجات اٹھا سکیں۔

دنیا میں بہت سے مذہب ہیں۔ عیسائیوں میں مختلف فرقے ہیں۔ سکھوں میں مختلف فرقے ہیں۔ مسلمانوں میں مختلف فرقے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی مختلف فرقے ہیں اور اسی طرح بعض دوسرے مذاہب میں بھی کئی فرقے بن گئے ہیں ان لوگوں کے بنائے ہوئے نظام حکومت بھی مختلف ہیں اور جمہوری نظام بھی مختلف وضع کے ہیں۔

کوئی آگ کو خدا مانتا ہے۔ کوئی پتھر کی مورتی کو خدا سمجھتا ہے۔ کسی کا عقیدہ کچھ ہے اور کسی کا عقیدہ مختلف ہے۔ ہر فرقہ اور عقیدہ کے لوگ اپنے اپنے طریقہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہی ان کو جنت میں لے جا سکتا ہے۔ کسی عقیدہ۔ فرقہ یا مذہب کو ماننے والا یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ وہ غلط راستہ پر ہے۔ نہ ہی آج کی دنیا میں لوگوں کو زبردستی ان کا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی مذہب کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ وہ دوسرے مذہب والوں کے پاس بھی جاتے ہیں۔ اپنے مذہب کی خوبیاں بتاتے ہیں اور اپنی سیرت و کردار کے ذریعہ دوسروں کو اپنے مذہب کی طرف بلاتے ہیں لوگوں کو زبردستی کوئی خاص مذہب اختیار کرنے کے لئے تلوار یا گولی سے ڈرایا دھمکایا نہیں جاتا۔

ہم اسلام پر ایمان رکھنے والے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے دین نے مذہبی امور میں جبر و تشدد کی اجازت نہیں دی ہے۔ ہمارا دین تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص خود کو کافر کہتا ہے تب بھی تم اسے کافر مت کہو ہو سکتا ہے کہ خدا کسی وقت اس کے دل میں نیکی ڈال دے اور وہ دعوت اسلام قبول کر لے۔

ان تمام حالات میں انتہائی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام دوسرے مذاہب سے اسلام کا موازنہ کر کے یہ ثابت نہیں کرتے کہ اسلام میں دوسرے مذاہب کی نسبت کتنی زیادہ خوبیاں ہیں اور دوسرے مذاہب میں ایسی کون سی باتیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ مذاہب سچے نہیں ہیں یا ان کی اصل تعلیمات کو مسخ کر کے بگاڑ دیا گیا ہے۔ علمائے کرام یہ کام اس لئے نہیں کرتے کہ وہ دوسرے مذاہب سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے۔ انھوں نے عیسائیوں، ہندوؤں، یہودیوں اور سکھوں وغیرہ کی مقدس کتب کا مطالعہ کر کے ان سے کبھی اسلام کا موازنہ نہیں کیا۔ اس صورتحال کا نتیجہ یہ ہے کہ جو کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوا وہ مسلمان کہلایا۔ جو ہندو کے گھر پیدا ہوا وہ ہندو بن گیا۔ جس نے سکھ گھرانے میں آنکھ کھولی وہ سکھ بنا اور جو عیسائی خاندان میں پیدا ہوا وہ مرتے دم تک عیسائی رہا۔ کسی نے اپنے مذہب اور دوسرے مذہب کے درمیان فرق کو سمجھ کر اپنا دین قبول نہیں کیا۔

اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ دوسرے مذہبی فرقوں کی طرح مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان بھی بہت سے ایسے اختلافات ہیں جن کو ختم کرنے پر توجہ دینے کے بجائے انھیں اچھالا جاتا ہے اور فرقہ پرست علماء کی وجہ سے یہ لعنت پھیلتی چلی جارہی ہے۔ دوسرے مذاہب کے عیب خرابیاں۔ اور کمزوریاں گنوانے کے بجائے مسلمانوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ کون سے فرقہ کے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں۔

اصولی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی مذہب کو، فرقہ کو یا عقیدہ کو برا نہ کہا جائے نہ ہی کسی عقیدہ کو چھیڑا جائے۔ اتنا کافی ہے کہ ہر شخص جس مذہب، فرقہ یا عقیدہ کو اپنے لئے بہتر سمجھتا ہو اسے اس پر قائم رہنے کی بھرپور آزادی حاصل ہو جس طرح ہم دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اس بات پر مجبور نہیں کرتے کہ وہ ہماری طرح نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ اذان دیں اور حج کیا کریں۔ اسی طرح ہمارے علماء کو مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے مذہبی عقائد پر اس طرح نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے جو اشتعال یا دل آزاری کا سبب بنے۔

حقیقت میں بندہ اور خدا کا مذہبی تعلق صرف دو طرفہ ہے۔ کسی تیسرے فریق کی مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور خدا یہ نہیں دیکھتا کہ مانگنے والا کس مذہب فرقہ یا عقیدہ کا ہے۔ وہ سب کی سنتا ہے اور سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ وہی رازق ہے اگر وہ صرف مسلمانوں کا خدا ہوتا اور صرف ان ہی کی دعائیں سنتا تو کیا

(باقی صفحہ ۹ پر)

صفحہ ۱ سے آگے

مرحومہ موصوفہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے برادر نسبتی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جیّد عالم اور بزرگ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رحمہ اللہ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں آپ کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔ مرحومہ بڑے عرصہ سے بیمار تھیں چند ماہ سے طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی ہر ممکن علاج کے باوجود بالآخر خدائی تقدیر غالب آئی اور سیدہ موصوفہ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ نماز جنازہ آج بعد از نماز عصر احاطہ بہشتی مقبرہ میں ادا کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آپ کے ساتھ

مغفرت کا معاملہ کرے اور اپنے فضل و رحمت کے سائے میں جنت الفردوس میں آپ کے درجات قرب کو ہر لمحہ بڑھاتا چلا جائے نیز آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین!

محترم سید شاہ محمد صاحب وفات پاگئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

احباب کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ انڈونیشیا میں بڑا لمبا عرصہ خدمت دین کرنے والے مبلغ محترم سید شاہ محمد صاحب مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کو شام ۴ بجے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

یہ اطلاع مرحوم کے عزیز مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب دارالرحمت شرقی کو ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء کو موصول ہونے والی تار کے ذریعے ملی ہے۔ یہ تار مرحوم کے داماد مکرم ہادی ایمان صاحب نے بانڈونگ، (انڈونیشیا) سے ارسال کیا ہے۔

محترم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب کی وفات کا المناک سانحہ

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ فیصل آباد کے نہایت مخلص احمدی دوست محترم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب ریٹائرڈ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سرگودھا فیصل آباد مورخہ ۱۲ جون ۱۹۸۴ء دن کے تقریباً ایک بجے قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر تقریباً ۶۵ برس تھی۔

مورخہ ۱۷ جون کو صبح بعد از نماز فجر البیت المبارک سے ملحقہ میدان میں محترم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے اور حصہ آمد جون ۱۹۸۴ء تک پورا ادا شدہ تھا۔ لیکن حسب قواعد آپ کو امانتاً قبرستان عام میں دفن کیا گیا۔ تدفین نماز فجر کے بعد صبح قریباً پانچ بجے عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد نے دعا کرائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں اہل ربوہ اور فیصل آباد کے احباب جماعت نے بہت بھاری تعداد میں شرکت فرمائی۔ تفصیلات کے مطابق محترم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب ۱۲ جون ۱۹۸۴ء بوقت بارہ بجے دن اپنی کوٹھی ۸-۱۱۵ پیپلز کالونی فیصل آباد میں موجود تھے اور دو روز سے ایک شخص ان کی کوٹھی پر آیا اور ڈاکٹر صاحب سے ملنا چاہا۔ ڈاکٹر صاحب اندر سے آئے تو وہ شخص کوٹھی کے برآمدے میں موجود تھا۔ اس نے ایک لمبا خنجر نکالا اور اس سے ڈاکٹر صاحب پر وار کئے اور وار کرنے کے بعد فرار ہو گیا لیکن جلد ہی پکڑا گیا اس کا نام نعیم اللہ ہے

ڈاکٹر صاحب کو سول ہسپتال لے جایا گیا اور ڈاکٹروں نے بہت کوشش کی لیکن ان کے جسم سے اتنا خون نکل چکا تھا۔ کہ وہ ایک بجے کے قریب ہسپتال میں ڈاکٹروں کی موجودگی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ڈاکٹر صاحب موصوف ماہر سرجن اور فزیشن تھے۔ سرگودھا میں اور کئی دوسرے مقامات پر اور سول ہسپتال فیصل آباد میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور سرجن رہے۔ اب ریٹائر ہونے کے بعد سوشل سیکیورٹی ہسپتال فیصل آباد میں سرجن تھے۔ نہایت نیک۔ اپنے پیشے میں ماہر نہایت ہمدرد اور ہر دل عزیز انسان تھے۔ اسی روز ساڑھے آٹھ بجے شب ان کی کوٹھی پر کثیر احباب جماعت فیصل آباد اور غیر از جماعت لوگوں نے بھی ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ جو امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے پڑھائی۔ اس کے بعد ۱/۲ ۲ بجے شب تقریباً ایک سو احباب جماعت فیصل آباد کی ہمراہی میں تابوت ربوہ روانہ ہوا جہاں تدفین عمل میں آئی۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کی یادگار۔ ان کی بیگم صاحبہ محترمہ طاہرہ قادر صاحبہ ریٹائرڈ ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ ایم سی گرلز ہائی سکول فیصل آباد اور ان کے فرزند عزیز مکرم رضوان قادر صاحب اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ ایک بچی محترمہ نائلہ قادر صاحبہ ایم بی بی ایس پاس کرنے کے بعد مکرم ڈاکٹر سلیم احمد صاحب سے شادی شدہ ہیں اور زمبابوے میں برسر کار ہیں دونوں میاں بیوی زمبابوے سے دو دن بعد وفات فیصل آباد پہنچ گئے۔ مکرم رضوان قادر صاحب آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی میں ایم بی بی ایس کے آخری سال کا امتحان دے رہے ہیں۔

دوسری صاحبزادی عزیزہ مکرمہ شہلا قادر صاحبہ ایم بی بی ایس کا امتحان دے چکی ہیں تیسری صاحبزادی مکرمہ فائزہ قادر صاحبہ ایف ایس سی کے امتحان میں بورڈ میں دوم آئی تھیں اور سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جلسہ سالانہ کے موقع پر انعامی تمغہ حاصل کر چکی ہیں۔

یہ ایک نہایت کربناک سانحہ ہے۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے پسماندگان کا کفیل و کارساز ہو اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

صفحہ 8 سے آگے

دوسرے مذاہب کا کوئی وجود باقی رہ سکتا تھا کیا خدا کے لئے یہ کوئی مشکل کام ہے کہ وہ دنیا میں رہنے والے ہر شخص کو مسلمان بنا دے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کو مٹا دے۔ کیا پیغمبر اسلامؐ کی حیات طیبہ میں اور خلفائے راشدین کے دور میں تمام یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا؟

آخر ہم اس بات سے کوئی سروکار کیوں رکھیں کہ کس شخص کا مذہبی فرقہ یا عقیدہ کیا ہے؟ کوئی دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سنی۔ اسماعیلی۔ بوہرہ یا اہل حدیث کیوں ہے؟ کوئی ہاتھ باندھ کر یا ہاتھ چھوڑ کر نماز کیوں پڑھتا ہے یا کوئی مزار پر کس لئے حاضری دیتا ہے اور کوئی درود و سلام کیوں پڑھتا ہے۔

اگر ہم ملاؤں کے طعنوں کو نہیں چھوڑیں گے تو کوئی دوسرا بھی ہمارے طعنوں کو چھوڑ کر ہماری دل آزاری نہیں کرے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سب کی مذہبی آزادیوں کا تحفظ کیا جائے اور جو لوگ کسی بھی مذہب پر یقین نہیں رکھتے انھیں کوئی خاص مذہب قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے صرف اسی طرح ایک پاکستانی قوم کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ فرقہ وارانہ مذہبی جنون ہمارے قومی اتحاد میں سب سے بڑا رکاوٹ ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امن کراچی ۲۰ جون ۱۹۸۴ء صفحہ ۲)